۲۶۔ حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ ولادت: ۸۶۰ھ

تاریخ وفات: ۲۳/۱۱ جمادی الاخری ۹۴۴ھ یا ۹۲۵ھ یا ۹۴۵ھ یا ۹۴۰ھ

مقام دفن: گنگوہ، سہارنپور

حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے پینتیس برس ردولی شریف میں گزارے۔ اور پھر وہاں جو مغلیہ دور میں آپس میں رنجشیں رہتی تھی، ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں چپقلش رہتی تھی، جو شاہ زادہ کسی جگہ کا گورنر ہوتا تھا، پڑوسی کے ساتھ اس کی نہیں بنی، تو حکام کی آپس کی لڑائیوں میں ان کو ردولی شریف سے منتقل ہو کر شاہ آباد آنا پڑا۔ وہاں پینتیس برس آپ کا قیام رہا، اور پھر اخیر میں چودہ برس گنگوہ شریف رہے۔

یہ ہمارے سلسلہ کے بہت اونچے اکابرین میں سے ہیں۔ اور وہاں گنگوہ میں ہمارے سلسلہ کے تین اکابر، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ علومِ شریعت اور علومِ ظاہریہ کے تو امام تھے ہی، مگر جب آپ نے اس طرف توجہ فرمائی سلوک وتصوف کی طرف، تو حضرت شاہ عبد الحق صاحب ردولوی رحمۃ اللہ علیہ، جن کا پچاس برس پہلے انتقال ہو چکا ہے، وہ شاہ عبد القدوس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی تربیت فرما رہے ہیں۔ جیسے میں نے آپ کو بتایا کہ میں فیصل آباد میں اعتکاف میں ہوں اور وہاں کہا جا رہا ہے کہ تمہارا حصہ وہاں ردولی شریف مقدر ہے، تو یہ ہی ان کے ساتھ ہوا۔

وصال کے بعد تربیت

حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل یہ ہوا کہ حضرت شاہ عبدالحق صاحب ردولوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال کے پچاس برس کے بعد میری اس طرح تربیت فرمائی روحانی طور پر جیسی کوئی زندہ پیر بھی نہیں کرسکتا، اور کسی کو مرشد کامل زندگی میں مل جائے، وہ بھی نہیں کرسکتا۔ اور پھر حضرت شیخ عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے درخواست کی، یہ سب روحانی طور پر تربیت ہو رہی ہے، اسی میں پوچھا کہ مجھے جو طریقہ ہے اور دنیا کا دستور ہے، بیعت اور ارشاد کے سلسلہ کا، تو مجھے کس سے بیعت ہونا چاہئے؟

حضرت نے اپنے پوتے شیخ محمد بن عارف بن شیخ عبدالحق، ان کے متعلق حکم فرمایا کہ اچھا، تم ان سے بیعت ہو جاؤ۔ تو بیعت تو ان سے ہوئے، مگر جو ساری کی ساری آپ کی روحانی طور پر تربیت تھی، وہ شیخ حضرت عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ اور ایسی زبردست ہوئی کہ بڑے زبردست صاحب استغراق اور صاحب حال ہوئے۔

ایک طرف صرف مجرد کوئی صوفی ہو، سالک ہو، تصوف کا ہو، اس کے لئے تو یہ آسان ہوتا ہے، لیکن جو اپنے وقت کا اتنا بڑا امام ہو، اس کے لئے مشکلات بڑھ جاتی ہیں۔ اسی لئے جو جو حکومتیں ان کے زمانہ میں رہی ہیں، سب نے بہت چاہا کہ یہ اتنے بڑے اپنے وقت کے امام ہیں، تو حکومت کی کوئی مدد کریں یا کوئی منصب سنبھالیں، یا اپنے آدمی ہمیں دیں، تو حضرت نے اس طرف قطعاً توجہ نہیں فرمائی۔

اسی لئے آپ کے جو خطوط ہیں سکندر لودھی بادشاہ کے نام، پھر اکبر بادشاہ نے کوشش کی تو ان کے نام مکاتیب، وہ بڑے قابل دید ہیں۔ اور آپ کی انوار العیون وغیرہ کافی کتابیں ہیں، لیکن حضرت گنگوہی قدس سرہ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے سلوک اور تصوف کے سلسلہ میں کبھی کوئی بات پیش آئی اور دل میں اشکال ہوا، تو میں نے اس

سلسلہ کا ہر جواب حضرت کے مکاتیب میں پایا۔ مجھے سب سے زیادہ رہنمائی اس سلسلہ میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب سے ہوئی، جو حضرت نے اپنے مسترشدین اور مریدین کے نام تحریر فرمائے ہیں۔

اتنے بڑے امام کے لئے یہ دوسری لائن میں رہنا، ضبط کر کے مشکل ہوتا ہے۔ غلبۂ حال اتنا کہ وہاں شیخ جلال الدین نے بھی اپنے طلبہ سے فرمایا تھا کہ اچھا، وہ پیر جو ناچتے ہیں، یعنی حضرت کے یہاں جو سماع ہوتا تھا۔ وہ ایک غذا تھی اس کے بغیر رہ نہیں سکتے تھے اور سماع میں وجد وحال طاری ہوتا تھا۔

قصیدہ سناؤ

حضرت شیخ قدس سرہ کے یہاں جس سال میں مشکوٰۃ پڑھ رہا تھا، تو اس زمانہ سے لے کر سالہا سال، کیا سہارنپور، کیا مدینہ شریف، عشاء کے بعد حضرت فرماتے جاؤ، لاؤ، قصیدہ سناؤ۔ تو میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا

زمہجوری برآمد جانِ عالم
ترحّم یا نبی اللہ ترحّم

فارسی کا قصیدہ ہے، تو وہ سنایا کرتا تھا۔ اور یہ حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ بہاریہ۔ یہ دونوں قصیدے فضائل درود شریف کے اخیر میں ہیں، قصیدہ بہاریہ اردو میں ہے۔ تو حضرت اس کو عشاء کے بعد سنا کرتے تھے۔ پہلے تو جب شروع کیا تھا، اس وقت شبِ جمعہ میں سنتے تھے۔ پھر مدینہ طیبہ میں ایک زمانہ تک ہر رات عشاء کے بعد سنتے تھے۔

سماع ایک غذا

اسی طرح سماع یہ ایک غذا ہوتی تھی حضرت شاہ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کی۔ لیکن جیسا کہ میں نے کل عرض کیا تھا کہ جتنا آدمی بڑا ہوتا ہے، تو پھر ان پر نظر رکھنے والے کثرت سے ہوتے

ہیں۔نظر اگر کوئی شفقت سے رکھے،اصلاح کے لئے رکھے،تو اچھا ہے۔لیکن نظر حسد کی بھی ہوتی ہے،تو اس میں عیوب،نقائص دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کیا چیز قابل اشکال،قابل اعتراض مل جائے،جس سے لوگوں میں انتشار،ہیجان پیدا ہو،نفرت پیدا کرسکیں،اس کو تلاش کرتے ہیں۔اور ایسے علماءِ سوء کی بھی دنیا میں ابتداء سے لے کر آج تک کمی نہیں رہی۔اور اس سے ان حضرات کے درجات اور بلند ہوتے ہیں۔

اب ان حضرات کے یہاں جو سماع ہوتا تھا،کہاں یہ اتنا بڑا امام،اتنا بڑا صاحب حال انسان، تو ان کے متعلق کیا کوئی شک وشبہ ہوسکتا ہے کہ کوئی،خلاف شریعت تو بہت دور کی بات ہے،کوئی سنت کے خلاف کوئی امر یا آداب اسلامی کے خلاف بھی کوئی امر پاس پھٹک سکتا ہے؟ کبھی نہیں ہوسکتا!لیکن وہ پھر بھی اس میں کچھ نہ کچھ کانٹے نکالتے تھے۔اسی لئے پھر صوفیاء نے خود از خود اپنے اوپر ان چیزوں کی پابندی عائد کی۔اسی لئے جو حضرت شاہ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں سماع ہوتا تھا اور حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر میں صاحبزادہ صاحب جب پڑھ کر آئے،تو ان سے کہا گیا کہ دیکھو،یہ سماع اچھا نہیں ہے۔

خود حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں اب چاروں طرف سے دروازے بند ہیں،جو صرف خدام ہیں وہ ہوتے تھے،اور پردے میں،اعتکاف میں حضرت سنتے تھے،تو وہاں بھی یہ صدا پہنچی کہ کہیں بدعت تو نہیں ہوجائے گا۔پورا حضرت کا بیان،ایک مجلس کے تمام ملفوظات حضرت کے اسی پر ہیں۔

اگرچہ حضرت نے اس وقت اعتکاف کے دوران قصائد کا سننا موقوف فرمادیا،مگر جب حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ مدینہ طیبہ پہنچے تو وہاں حضرت نے عجیب جملہ فرمایا کہ لاؤ بھئی،قصیدہ سناؤ۔ہندوستان کے مفتیوں کا فتویٰ یہاں نہیں چلتا۔

اور وہاں تو شب جمعہ کی بھی تخصیص نہیں تھی،اکثر و بیشتر سونے سے قبل قصائد سنتے تھے۔سنانے والوں میں میرے علاوہ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کے نواسے مولانا محمد شاہد صاحب

اور دیگر حضرات بھی ہیں۔

جیسا کہ ایک دفعہ مفتی مقبول احمد صاحب گلاسگو والے کی مدینہ طیبہ حاضری ہوئی اور عصر کی مجلس کے بعد انہوں نے مصافحہ کیا، تو صوفی جی نے ان کے متعلق عرض کیا کہ حضرت! ان کی آواز بھی عمدہ ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ آج رات قصیدہ ان سے سنیں گے۔

مفتی صاحب نے کبھی حضرت کے سامنے نعت یا قصیدہ پڑھا نہیں تھا، وہ پریشان ہو گئے، دعائیں کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے روضہ اقدس پر بھی عرض کیا۔ مفتی صاحب جب کھانے سے فراغت کے بعد حسب تجویز بیٹھے رہے، مگر جب سنانے کا وقت آیا، تو حضرت نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ ہم نے قصیدہ سننے کا ارادہ آج موقوف کر دیا۔

باہر نکل کر مفتی صاحب مسرت کے انداز میں صوفی جی سے کہنے لگے کہ حضرت پر میری پریشانی منکشف ہوگئی۔

جب حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کو نشانہ بنایا گیا، وہاں ان کو کوئی اس میں بدعت نظر آئی، بدعت کی بو نظر آئی، انہوں نے سونگھ لی، اسی طرح شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ جب فارغ ہو کر نئے نئے آئے، اور ان سے کہا گیا، تو جیسے ہی انہوں نے شاہ عبد القدوس صاحب سے عرض کیا، تو حضرت نے فرمایا کہ اچھا، ایسا کہا جاتا ہے ہمارے سماع کے متعلق، تو آج سے بند کر دیتے ہیں سماع۔ جو اشعار سنتے تھے، تو وہ بند کر دئے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سماعِ اشعار

اب یہ خوب جانتے ہیں، یہ فتوے لگانے والے بھی اور اعتراض کرنے والے بھی، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی میں منبر پر بٹھا کر سن رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ بستر میں ہیں، محبوبہ کی گود میں سر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں عائشہ، وہ سناؤ کچھ۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کونسے سناؤں؟ جولڑائیوں میں ایک دوسرے پر برتری کے متعلق اشعار کہے گئے وہ سناؤں، یا ان لڑائیوں میں جو مارے گئے، تو مرنے والوں پر جو مراثی اور مرثیے کہے گئے وہ سناؤں، یا عشق ومحبت کی داستانیں ہیں، وہ سناؤں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ فلاں موضوع کا سناؤ۔ تو ہزاروں اشعار یاد تھے۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے۔ کیا منبر، کیا مسجد، کیا حجرہ، کیا خلوت اور کیا سفر، ہر جگہ اشعار سنے گئے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہیں، ردیف ہیں پیچھے، صحابی ہیں، ان سے پوچھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہ امیہ ابن ابی صلت کے کوئی اشعار یاد ہیں؟ نام لے کر کہ فلاں شاعر کے اشعار سناؤ۔ انہوں نے سنانا شروع کیا، تو وہ تھوڑی دیر سنایا، پھر چپ ہو گئے۔ فرمایا، اور۔

بار بار وہ تھوڑی دیر میں چپ ہوتے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ھیــہ، اور سناؤ، اور سناؤ۔ مگر وہ جن کی طبیعتوں میں شرارت اور فتنہ انگیزی ہوتی ہے وہ باز نہیں رہ سکتے۔ اب امیہ بن ابی صلت کے بھی اور غیر مسلم شعراء کے اشعار بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو جو یاد تھے ہزاروں اشعار، وہ ہر طرح کے تھے۔

آج سے سماع بند

حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ اشکال سنا، تو فرمایا آج سے سماع بند۔ دوسرے دن ابھی تو چند گھنٹے گزرے، دوسرا دن شروع نہیں ہوا کہ دیکھا کہ پورے بدن پر ایک دم ایلرجی سے جس طرح اچانک کچھ نکل آتا ہے، پھوڑے نکل آئے۔ دیکھا یہ کیا؟ حضرت تو اچھے بھلے تھے، سارا جسم دانوں سے بھر گیا۔ پھر علاج شروع کیا، کوئی فائدہ نہیں ہوا، اور بڑھ گیا۔ جب تیسرا دن ہوا تو سب عاجز ہو گئے، رونے لگے، حضرت کو یہ کیا ہو گیا؟

تب حضرت نے چپکے سے کسی کے کان میں کہا کہ اصل میں وہ جو ہمارا سماع بند ہوا، تو یہ سب

کچھ سماع کی وجہ سے ہے۔ وہ اشعار سنتے تھے، وہ گرمی نکلتی تھی، جوطبیعت تأثر لیتی تھی اشعار سن کر کے، تو وہ جو اندر کا غبار ہے وہ نکلتا تھا، مگر اب نہ سننے کی وجہ سے وہ سب اندر ہی اندر ہے۔ تب رو کر سب نے ہاتھ جوڑے، حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہ حضرت، معاف کیجئے، ان فتویٰ دینے والوں کو چھوڑ یئے، آپ تو معذور ہیں۔ اس لئے یہ علاج کے لئے ان حضرات کے یہاں سماع ہوتا تھا۔

موصول اور صلہ ایک کلمہ کے حکم میں

حالانکہ مسائل کا استحضار اور ان پر عمل اس درجہ تھا کہ ایک دفعہ کسی امام نے نماز پڑھائی، نوخیز لڑکا، ان کو کسی نے آگے کر دیا، اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْن. عليهم، نئے نئے امام نے موصول صلہ کے درمیان میں وقف کر دیا۔ حضرت نے نماز کے بعد فرمایا، بڑوں میں سے کوئی تھا نہیں کہ اس بیچارے کو تکلیف دی، نماز پھر سے پڑھو۔

کتنا آسان بنا دیا اور فرمایا کہ جو موصول اور صلہ ہوتا ہے وہ ایک کلمہ کا حکم رکھتا ہے، اس کو ایک سانس میں ادا کرنا چاہئے۔ ایسے ہی مضاف مضاف الیہ، موصوف صفت۔ کوئی ابھی قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰه میں وقف کرے، قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ کہے، پھر پڑھے اللّٰه اٰتَانِیَ الْكِتَابَ، تو یہ ایک کلمہ ہے، عبد اللّٰه، اس کو نہیں توڑ سکتے۔ اگر اس کو بیچ میں کہیں سانس ٹوٹ گیا کسی کا، تو پھر اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰه سے اس کو شروع کرنا چاہئے، کہ ایک کلمہ کو توڑا نہیں جا سکتا۔ تو یہی حال موصول اور صلہ کا ہے کہ وہ ایک کلمہ کے حکم میں ہوتا ہے۔

لیکن یہ حضرات صوفیاء کرام، انہوں نے اپنے یہاں شرائط سماع کے لئے خود متعین کر دیں، کہ یہ بھی شرط مان لیتے ہیں، یہ بھی، سننے دو اللہ کے واسطے، ورنہ حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے صاحب تصرف تھے، تصرف کے بجائے ان کے فتوی کو مان لیا۔ اِس

وقت تو عملیات جاننے والے کوئی نہیں، اس کو دھندے کے طور پر اپنایا ہوا ہے، لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، ان کا سکون، چین چھینتے ہیں، عزتوں پر ڈاکہ ڈالتے ہیں، خاندانوں میں تفرقے ڈالتے ہیں۔

یہ جو عملیات کا سلسلہ ہے، اس کے بڑے زبردست ماہر تھے شاہ غوث محمد گوالیری، مشائخ احمد آباد میں بہت تفصیلی حالات میں نے ان کے لکھے ہیں۔ چونکہ وہ اس لائن کے تھے، جنا توں پر بھی انہیں تصرف تھا، جس طرح چاہتے تھے ان سے کام لیتے تھے۔

حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ خلوت میں ہیں، مراقبہ میں ہیں، اپنی عبادت ریاضت میں، اچانک آہٹ ہوئی، آپ نے پوچھا، کون؟ تو کہا کہ ہم تو جنّات ہیں۔ پوچھا، کیوں آئے؟ کہا کہ غوث محمد گوالیری نے ہمیں بھیجا ہے کہ وہ آپ کی زیارت اور ملاقات کے مشتاق ہیں، تو ہم آپ کو لینے کے لئے آئے ہیں۔ ہم آپ کو کوئی تکلیف نہیں دیں گے، ہم بڑی راحت سے، آرام سے آپ کو لے جاتے ہیں۔ حضرت نے ڈانٹ کر کہا، جلدی ان کو لے کر آؤ!

یہ فرمانا تھا کہ کہاں تو وہ جن شیخ غوث کے تابع اور ان کے بھیجے ہوئے یہاں تک آئے تھے۔ یہ جیسے ہی سنا، جاؤ، ان کو لے کر آؤ۔ اب یہ واپس وہاں پہنچے، اور شیخ غوث سے کہتے ہیں کہ حضرت، معاف کیجئے، انہوں نے تو فرمایا کہ آپ کو لے کر جائیں اور ہمیں تو لے جانا پڑے گا۔ اور یہ کہہ کر جواب سننے سے پہلے ہاں، نا، سے پہلے، اٹھایا اور لے کر پہنچے۔

یہاں پہنچ کر حضرت نے جو ڈانٹ پلائی ان کو کہ یہ بزرگی ہے؟ اس کو تصرف سمجھ رکھا ہے تم نے؟ تھوڑی ڈانٹ پلا کر، اصلاح کر کے ان کو واپس بھیجا۔

مگر جیسے ہی شاہ ابو سعید صاحب نے سماع کے بارے میں فتویٰ بتایا، تو کوئی تصرف نہیں فرمایا، بلکہ کمال عبدیت اور اتباع سنت اور اتباع شریعت کو اپنایا۔ فوراً کہہ دیا کہ بھائی، کوئی نہیں، چھوڑ دیتے ہیں ہمارا سماع، نہیں سنتے۔ مگر وہ تو عشق و محبت کے ضبط، اس کو دبانے کے خاطر سماع سنتے تھے۔

حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات فارسی زبان میں بڑے مشہور ہیں۔علاوہ ازیں آپ کی تألیفات میں انوار العیون اور تصنیفات میں عوارف المعارف کی شرح حاشیۃ التعرف اور تعلیقات علی شرح الصحائف بھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان حضرات کی روحانیت سے ہمیں مستفیض فرمائے۔